اکائی ۲ : اردو کی پہچان۔ سابقے، لاحقے

ترتیب :

۲--۰ مقاصد
۲--۱ دیباچہ
۲--۲ لفظ، اپنے اور پرائے
۲--۳ اردو کی پہچان — بے تعصبی
۲--۴ نامکمل اور مکمل الفاظ
۲--۵ سابقے
۲-۵-۱ نفی کے دوسرے سابقے
مشق I
۲-۵-۲ دیگر سابقے
۲-۵-۳ آزاد اور جوڑی دار سابقے
مشق II
۲--۶ لاحقے
۲-۶-۱ کچھ اور استعمال
اپنا امتحان خود لیجیے I
۲-۶-۲ کھلے اور بند لاحقے
۲--۷ تعلیقے
اپنا امتحان خود لیجیے II
۲-۷-۱ لاحقوں کا مزید استعمال
۲-۷-۲ لفظوں میں تبدیلیاں
مشق III
۲--۸ لفظ جان دار ہوتے ہیں
۲--۹ لفظ اور جنس۔ مذکر اور مونث
۲--۱۰ واحد، جمع
مشق IV
۲--۱۱ جملے میں لفظوں کے رشتے
۲--۱۲ خلاصۂ بحث
مزید مطالعے کے لیے
جوابات

۲۔ مقاصد

پہلے بلاک کی پہلی اکائی میں آپ نے اردو زبان کی پہچان کے بارے میں تین باتوں پر غور کیا :

رسم خط، قواعد، اور لفظوں کا ذخیرہ۔

اس اکائی میں اب قواعد اور لفظوں کے بارے میں کچھ اور باتیں سیکھیں گے۔

پہلے : لفظ ایک دوسرے سے مل کر کیسے نئے لفظ بناتے ہیں۔

دوسرے : لفظوں کے اندر تبدیلی ہونے سے کس طرح ان کے معنی بدل جاتے ہیں؟

تیسرے : جملوں میں لفظ کس طرح ایک دوسرے سے جڑے رہتے ہیں؟

چوتھے : اس باب کو پڑھنے کے بعد آپ لفظ بنانے کے بنیادی اصول سیکھیں گے۔ اور خود ضرورت پڑنے پر نئے لفظ بنائیں گے۔

۲۔۱ دیباچہ

زندگی جیسے جیسے آگے بڑھتی ہے نئی نئی ضرورتیں پیدا ہوتی ہیں اور ان کے لیے نئے لفظوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے کبھی ہم بالکل نیا لفظ بناتے ہیں اور کبھی پرانے لفظوں میں کچھ پھیر بدل کر کے یا گھٹا بڑھا کر کام چلاتے ہیں۔ دوسری زبانوں کی طرح اردو میں بھی پرانے لفظوں سے نئے نئے لفظ بنتے رہتے ہیں اور لفظ بنانے کے قاعدے بھی اس کے اپنے ہیں اور یہ بھی اس کی ایک پہچان ہے۔

۲۔۲ لفظ اپنے اور پرائے

آپ نے پچھلی اکائی میں دیکھا کہ آپ زندگی میں کوئی کام کیوں نہ کرتے ہوں اور تعلیم کے سلسلے میں سائنس کے طالب علم ہوں یا کامرس کے، تاریخ پڑھتے ہوں یا جغرافیہ آپ کو اپنے دل کی بات کہنے یا لکھنے کی ضرورت کبھی نہ کبھی ضرور ہوتی ہے۔ یہ ضرورت جس طرح آپ اپنی زبان میں پوری کر سکتے ہیں اس آسانی کے ساتھ اور اس قدر بھرپور

طریقے پر کسی دوسری زبان میں پوری نہیں کرسکتے۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے کہ آپ اپنی زبان کے لفظوں میں تھوڑا بہت پھیر بدل کر کے نئے لفظ بنا سکتے ہیں اور اپنے دل کی بات ادا کر سکتے ہیں۔

دراصل جس طرح اپنا خیال رکھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی دن رات آئینے کے سامنے بیٹھا اپنی شکل ہی تکتا رہے۔ اسی طرح اپنی زبان یا اپنی مادری زبان سے محبّت اور لگاؤ کا یہ مطلب نہیں کہ دوسری زبانوں سے نفرت کرنے لگے۔ سچ تو یہ ہے کہ جس طرح ہم دوسرے انسانوں سے پیار اور محبت کا برتاؤ کرنے کو رواداری، بے تعصبی اور کشادہ دلی سمجھتے ہیں اسی طرح اپنی زبان کے علاوہ دوسری زبانوں سے بھی محبّت کرنی چاہیئے اور ان کے ضروری لفظوں کو بھی بے تعصبی اور کشادہ دلی سے پورے احترام کے ساتھ اپنی زبان میں جگہ دینی چاہیئے۔ ایسی مثالیں کم یاب ہوں تو ہوں نایاب نہیں ہیں کہ لوگوں نے اپنی زبان کے ساتھ دوسری زبانوں سے بھی پیار اور محبّت کا ثبوت دیا ہے۔

۳-۲ اردو کی پہچان : بے تعصبی

ہم نے دیکھا کہ اردو کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ وہ دوسری زبانوں کے لفظوں کو کھلے دل کے ساتھ لیتی رہی ہے اور انہیں اپنی ضرورت کے مطابق استعمال اور اختیار کرتی رہی ہے۔ اس میں ہندوستان کی زبانوں کے لفظ بھی ہیں (جیسے سنسکرت، مرہٹی وغیرہ کے لفظ) اور وسط اور مغربی ایشیا کی زبانوں کے بھی (جیسے عربی، فارسی اور ترکی کے لفظ) اور یورپ کی زبانوں جیسے انگریزی اور فرانسیسی کے لفظ بھی ہیں۔

ان سبھی لفظوں میں کچھ پھیر بدل کر کے نئے لفظ بناتے گئے ہیں یہ اُردو کی ایک خاص پہچان ہے کہ وہ کسی لفظ کے پیچھے کوئی دوسرا لفظ یا ٹکڑا جوڑنے یا کسی لفظ کے آگے کوئی دوسرا لفظ یا ٹکڑا جوڑنے میں سبھی زبانوں سے لیے ہوئے لفظوں کے ساتھ ایک ہی قسم کا طریقہ برتتی ہے۔ اردو برادری میں اچھوت نہیں ہوتے چھوت چھات کا رواج نہیں ہے ہاں چھوٹے بڑے ضرور ہیں

۲-۴ نامکمل اور مکمل الفاظ

آیئے ۲-۳ کی عبارت کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ مصنف کس طرح اس میں ایک کے بعد ایک لفظ رکھتا چلا گیا ہے۔ ہر لفظ جداگانہ اور آزاد ہے لیکن ہم جیسے ہی لفظ 'بے تعصبی' پر پہنچتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ دو حصّوں سے مل کر بنا ہے۔ یہ دونوں حصّے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی بعض دوسرے الفاظ ہیں۔ کشادہ دلی، نایاب، کم یاب وغیرہ۔ آپ نے دیکھا یہ تمام الفاظ دو دو ٹکڑوں کے ہیں اور مل کر ایک معنی دیتے ہیں۔ ان میں سے پہلے لفظ کو دیکھئے جسے توڑیں تو یوں لکھا جاسکتا ہے:

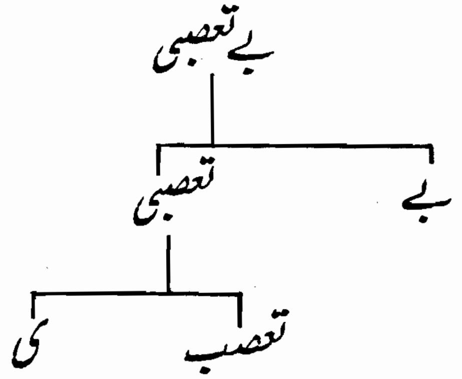

معنی پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اصل لفظ تو 'تعصب' ہے جو اسم ہے اور آزادانہ طور پر استعمال ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے (اسے کلمۂ نفی بھی کہہ سکتے ہیں کیوں کہ اس میں کسی چیز یعنی تعصب کے نہ ہونے کی بات ہے) 'بے' (= نہیں، اس کے شروع میں جوڑا گیا اور "ی" آخر میں۔ یہ دونوں یعنی 'بے' اور 'ی' الگ استعمال نہیں ہوتے۔ دوسرے لفظوں کے ساتھ ہی مل کر استعمال ہوتے ہیں، لیکن ان کے ملنے سے لفظ کے معنی بدل جاتے ہیں۔ یعنی جب یہ کسی لفظ کے ساتھ ملتے ہیں تو ایک نیا لفظ بن جاتا ہے۔

۲-۵ سابقے

اصل لفظ سے پہلے اس قسم کا کوئی لفظ جوڑ دیا جائے تو اسے سابقہ کہتے ہیں اور اصل لفظ کے بعد اس قسم کا کوئی لفظ جوڑ دیا جائے تو اسے

لاحقہ کہا جاتا ہے۔

تعصب اسم ہے لیکن جیسے ہی اس میں "بے" کا اضافہ ہوا اس میں دو تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ پہلے تو یہ اسم سے صفت بنا یعنی یہ پہلے کسی چیز کا نام تھا (اسم) اب وہ چیز کیسی ہے یا آدمی کیسا ہے اسے بتانے لگا (صفت) اور دوسرے اس کے معنی منفی ہو گئے۔ یعنی "وہ شخص جس میں تعصب نہ ہو"۔ 'بے' جو کلمہ نفی ہے اور بھی بہت سے لفظوں کے ساتھ مل کر ایسے ہی معنی دیتا ہے جیسے :

بے + کار = بے کار (جسے کوئی کام نہ ہو۔)
بے + ضرر = بے ضرر (جو ضرر یعنی نقصان نہ پہنچا سکے)
بے + بہا = بے بہا (جس کی کوئی بہا یعنی قیمت) نہ ہو، بہت قیمت والا)
بے + سود = بے سود (جس کا کوئی سود یعنی نفع نہ ہو)
بے + یار و مددگار = بے یار و مددگار (جس کا کوئی یار و مددگار نہ ہو)

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ ایسا لفظ یا ٹکڑا جو دوسرے لفظ کے شروع میں جوڑا جائے سابقہ کہلاتا ہے (اوپر کی مثالوں میں 'بے' سابقہ ہے)

۲-۵-۱ نفی کے دوسرے سابقے

'بے' جو سابقہ ہے، نفی کے معنی دیتا ہے۔ اردو میں ایسے اور بھی سابقے استعمال ہوتے ہیں جو نفی کے لیے آتے ہیں۔ لیکن ان سے وہی سب معنی پیدا نہیں ہوتے جو "بے" سے ہوتے ہیں، ان کو 'بے' کی جگہ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ چند ایسے سابقے دیکھیے :

(۱) نا : ناقابل، نامناسب، نامہذب وغیرہ لفظوں میں۔
(۲) اَ : اٹل، اچھوت، امٹ وغیرہ لفظوں میں۔
(۳) ان : اَن پڑھ، اَن مول، اَن گنت وغیرہ میں۔
(۴) بلا : بلاشرکت، بلاوجہ، بلاسبب وغیرہ میں۔
(۵) غیر : غیرحاضر، غیرممکن، غیرذمہ دار وغیرہ میں۔
(۶) لا : لاپتہ، لاپرواہ، لازوال وغیرہ میں۔

(۷) ن : نکمّا، نہتّا، نڈھال وغیرہ میں۔

ان پر غور کیجیے تو اندازہ ہوگا کہ ان سابقوں کو برتنے کے قاعدے میں بھی اردو نے سنسکرت، عربی اور فارسی، ترکی وغیرہ سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ مثال کے طور پر اٹل، انمول وغیرہ میں آ لگا کر نفی کا سابقہ بنانے کا قاعدہ

مشق ۱

۱۔ نئے لفظوں کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

۲۔ پرانے لفظوں سے نئے لفظ بنانے کے عام طریقے کیا ہیں؟

۳۔ اردو نے مختلف زبانوں سے جو لفظ لیے ہیں ان سے نئے لفظ بنائے ہیں یا نہیں؟

۴۔ مکمل اور نامکمل لفظ سے کیا مراد ہے؟

۵۔ سابقہ کسے کہتے ہیں؟

۶۔ ایسے پانچ لفظ لکھیے جن میں "بے" کا سابقہ لگا کر کوئی لفظ بنایا گیا ہو۔

اس حصے تک پہنچتے پہنچتے آپ تھک گئے ہوں گے تھکن دور کرنے کی بہت سی تدبیریں ہیں۔ کچھ لوگ چائے پی کر تھکن دور کرتے ہیں۔ اگر آپ کی تھکن چائے کی پیالی سے دور ہوتی ہو تو ایک پیالی چائے ضرور پی لیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں چائے بے ضرر ہے مگر کچھ کا خیال ہے کہ یہ ضرر رساں ہے۔ کچھ لوگ تھکن اس طرح دور کرتے ہیں کہ جب کام کر رہے ہوں اس سے بالکل مختلف کام کرنے لگتے ہیں مثلاً پڑھتے پڑھتے گانا گانے لگنا یا ڈرائنگ

کرنے لگنا۔ یہ اسی طرح کے کام ہیں جیسے اصل لفظ کے پہلے یا بعد میں لفظ جوڑ کر کام چلانا اور ان سے نئے لفظ بنانا۔

اسی لیے ایک صاحب کا تو یہاں تک خیال تھا کہ ہر کام سے پہلے چائے ہونی چاہیئے (یعنی سابقہ) اور ہر کام کے بعد چائے ہونی چاہیئے (یعنی لاحقہ) بیچ میں کچھ ہو یا نہ ہو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ خیر یہ تو مذاق کی بات تھی۔

'بے' والے سابقوں سے بننے والے لفظ ہم نے دیکھے۔ آیئے اب کچھ اور لفظ بھی دیکھیں شاید ان سے اُردو کی پہچان میں مدد ملے مثلاً کشادہ دِلی۔

نایاب (سابقہ) نا + یاب = جو مل نہ سکے

کم یاب (سابقہ) کم + یاب = جو کم مل پائے

ان میں سے ہر سابقہ اور بہت سے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے :

کشادہ : کشادہ دست (سخی) کشادہ قلب = حوصلہ مند کشادہ جبیں۔

در : دراصل، درپردہ، درآمد

نا : نازیبا، نارَوا، نارسائی

کم : کمزور، کمسن، کم ظرف

۳.۵.۲ آزاد اور جوڑی دار سابقے

آپ نے سائنس میں ایسے کیڑوں کا حال پڑھا ہوگا جو دوسرے جسموں کے سہارے ہی زندہ رہتے ہیں وہ اپنے طور پر غذا حاصل نہیں کرتے۔ دوسرے جو کچھ کھاتے پیتے ہیں انھیں میں یہ حصّہ بٹا لیتے ہیں یہی حال کچھ لفظوں کا بھی ہوتا ہے کچھ سابقے آزاد بھی ہوتے ہیں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا الگ کوئی مطلب نہیں ہوتا۔

اُردو میں اور بھی بہت سے سابقے استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو علیٰحدہ آزاد لفظ کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں بعض

کا استعمال علیحدہ لفظ کے طور پر نہیں ہوتا۔ صرف سابقہ طور پر ہوتا ہے۔ ذیل میں چند سابقے دیکھیے:

(الف) چند ایسے سابقے جو علیحدہ آزاد لفظ کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں، الگ استعمال ہو تو 'پیش' کے معنی آگے کے ہیں:

پیش : پیش بندی، پیش قدمی، پیش رفت۔

خود : (بمعنی اپنے آپ) خود پرست، خود غرض، خود کشی۔

خوش : (بمعنی سکھی، مسرور) خوشبو، خوش رنگ، خوش حال۔

سر : سرچڑھا، سرپرست، سرسبز۔

یک : (بمعنی ایک) یک زبان، یک جا، یک سال

(ب) چند ایسے سابقے جو اردو میں آزاد لفظ کے طور پر استعمال نہیں ہوتے۔ جب بھی آتے ہیں کسی دوسرے لفظ کے جوڑی دار بن کر آتے ہیں۔ اگر جوڑی دار نہ ہوں تو الگ سے ان کے کوئی معنی نہیں:

با : بااثر، باخبر، باقاعدہ

بر : برآمد، برآمدہ، برخلاف

ت : تپارہ، تپائی، ترا ہا

ک : کپوت

س : سڈول، سپوت

اَ : اٹل

ہم : ہم پیشہ، ہمسایہ، ہموطن

مشق II

اوپر جو سابقے دیے گئے ہیں، ان سے بننے والے دو دو لفظ اور لکھیے:

۲- ایسے سابقوں کی پانچ مثالیں دیجیے جو آزادانہ طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔

۳- ایسے سابقوں کی پانچ مثالیں دیجیے جو آزادانہ طور پر استعمال نہیں ہوتے۔

(جواب آخر میں دیے گئے ہیں ان سے مقابلہ کیجیے)

۲-۶ لاحقے

۲-۴ میں 'بے تعصبی' کو ٹکڑوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یعنی :

بے تعصبی
تعصبی
تعصب ی

بے تعصبی = بے + تعصب + ی - اور بتایا گیا

تھا کہ "تعصب" اصل لفظ ہے جس میں 'ی' جوڑی گئی ہے۔ "بے تعصب" صفت تھا جس کے معنی تھے وہ شخص جو تعصب نہ کرتا ہو، لیکن 'ی' آخر میں بڑھائی تو یہ لفظ پھر اسم بن گیا۔ یعنی "تعصب نہ کرنے کی کیفیت" گویا اس ی نے لفظ کے معنی کو بدل دیا۔ لفظ کے آخر میں اس طرح کے ٹکڑے جوڑے جائیں تو لاحقہ کہلاتے ہیں۔ یہاں 'ی' لاحقہ ہے۔ اسی 'ی' نے 'کشادہ دل' سے 'کشادہ دلی' بھی بنا دیا۔

مندرجہ ذیل الفاظ میں اسی لاحقہ 'ی' کا استعمال ہوا ہے۔

خوشنودی = خوشنود + ی

غلطی = غلط + ی

خوشی = خوش + ی

ایمانداری = ایمان + دار + ی

قدردانی = قدر + داں + ی

قدرشناسی = قدر + شناس + ی

یہاں خوشنود ، غلط ، خوش ، ایمان ، قدر اور قدر بنیادی لفظ ہیں۔ پہلے تین صفت ہیں۔ ان میں براہِ راست لاحقہ ی جوڑا گیا، جس سے یہ اسم بن گئے ۔ آخر کے تین لفظ اسم ہیں۔ ان میں ترتیب وار پہلے دار، داں اور شناس جوڑے گئے، جس سے یہ صفت بنے۔ تب ان میں اسمی لاحقہ ی جوڑ دیا گیا۔ اس بات کو اس نقشے سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔

اسم ←	صفت ←	اسم
ایمان	ایماندار	ایمانداری
قدر	قدرداں	قدردانی
قدر	قدرشناس	قدرشناسی
...	خوشنود	خوشنودی
...	غلط	غلطی
...	خوش	خوشی

۲-۶-۱ کچھ اور استعمال

آخر میں 'ی' لگا کر لاحقے کا اور بھی کئی طریقے پر استعمال کیا جا سکتا ہے اس کی کچھ مثالیں دیکھیے :

سرکاری = سرکار + ی

ملکی = ملک + ی

قومی = قوم + ی

یہاں اصل لفظ اسم ہے۔ اس میں لاحقہ ی شامل ہونے سے صفت بن گیا :

اسم +	ی ← صفت
سرکار	سرکاری
ملک	ملکی
قوم	قومی

ی لاحقہ بظاہر ایک ہوتے ہوئے بھی دو الگ الگ کام کرتا ہے اس لیے ہم اس کو ایک نہ مان کر دو الگ لاحقے تصور کریں گے پہلی صورت میں ہم اسے

اسمی لاحقہ اور دوسری صورت میں صفتی لاحقہ کہیں گے۔

اسی طرح کچھ دوسرے لاحقے دیکھیے جن میں اصل لفظ کے آخر میں کچھ جوڑ آگیا ہے اور اس طرح جوڑنے سے نیا لفظ بن گیا ہے۔ گویا یہ سابقے کی طرح کا وہ ٹکڑا ہے جو اصل لفظ کے شروع کے بجائے آخر میں لگایا گیا ہے مثال کے طور پر:

کنارہ کش = کنارہ + کش (لاحقہ)

بےتعصبانہ = (سابقہ بے + تعصب + - انہ (لاحقہ)

ایمانداری = ایمان + دار (لاحقہ) + - ی (لاحقہ)

ذمہ داری = ذمہ + دار (لاحقہ) + - ی (لاحقہ)

جواب دہ = جواب + دہ (لاحقہ)

ان الفاظ میں استعمال ہونے والے لاحقوں کی فہرست درج ذیل ہوگی:

- کش - ی

- انہ - ول

- دار - دہ

ان میں سے ہر لاحقہ دوسرے متعدد لفظوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور ان کے معنی میں اضافہ کرتا ہے۔ آپ نے بہت سے الفاظ پڑھے ہوں گے۔ جن میں ان لاحقوں کا استعمال ہوا ہے۔ چند الفاظ مثال کے طور پر درج ذیل ہیں:

- کش : آرہ کش، دِل کش، فاقہ کش

- انہ : مردانہ، سالانہ، روزانہ

- دار : پھلدار، سایہ دار، رازدار

- ی : ابتری، گرمی، جوانی

- دہ : نقصان دہ، آرام دہ، تکلیف دہ

اپنا امتحان خود لیجیے I

۱۔ لاحقہ کسے کہتے ہیں؟ (الف) کسی لفظ کے شروع میں بڑھائے جانے والے لفظ

کو یا (ب) کسی لفظ کے آخر میں بڑھائے جانے والے لفظ کو

۲۔ نیچے دیے ہوئے لفظوں کے لاحقے بتائیے :

ایمان داری ، فرقہ وارانہ، صنعتی ، بازاری ، نامی

ہندوستانی، سرکاری ، درباری ، ظاہری ، باطنی

۳۔ پانچ ایسے لاحقے لکھیے جو اصل لفظ سے الگ بھی کوئی معنی رکھتے ہیں ؟

۴۔ اسمی لاحقہ کسے کہتے ہیں ؟

۵۔ صنعتی لاحقے کی پانچ مثالیں لکھیے :

____

____

____

____

____

کھلے اور بند لاحقے

اب ذرا ایک اور ڈھنگ سے لاحقوں اور سابقوں پر نظر ڈالیے ان میں آپ کو دو قسم کے لاحقے اور سابقے ملیں گے۔ ان میں سے ہر ایک میں ایک بنیادی (مرکزی) لفظ ہے اور اس سے پہلے سابقہ اور اس کے بعد لاحقہ جوڑا جا سکتا ہے۔ لاحقے یکے بعد دیگرے ایک سے زیادہ بھی جوڑے جا سکتے ہیں، جیسے ایمانداری اور ذمہ داریوں میں اور ہر مرتبہ لفظ کی نوعیت بدلتی چلی جاتی ہے، لیکن ایک منزل ایسی آجاتی ہے جس کے بعد مزید لاحقہ جوڑنا ممکن نہیں ہوتا۔ پہلی صورت کو جہاں مزید لاحقہ جوڑنا ممکن ہو ہم 'کھلے' کہہ سکتے ہیں اور دوسری صورت کو جہاں مزید لاحقہ جوڑنا ممکن نہ رہے انھیں 'بند' سابقے یا لاحقے قرار دے سکتے ہیں۔ ایسی دو مثالیں لیجیے:

(ا) ایمان + دار } ایمان دار + ی } ایمانداری + وں - اں .... } ایمانداریاں

ب۔ ذمہ
\+
۔ دار } ذمّہ دار
\+
۔ ی } = ذمّہ داری
\+
۔ وں/۔ اں } = ذمّہ داریوں/ ذمّہ داریاں

دونوں صورتوں میں دوسرے لاحقے تک 'کھلا لاحقہ' ہے یعنی اس میں تیسرے لاحقے کی گنجائش ہے مگر تیسرے لاحقے کے بعد کوئی اور لاحقہ جوڑنا ممکن نہیں اور 'بند' لاحقے کی منزل آجاتی ہے۔ اسی مثال میں دوسرے کے بعد بھی 'بند لاحقہ' ہو سکتا ہے:

د۔ ایمان
\+
۔ دار } ایماندار
\+
وں } = ایمانداروں

ب۔ ذمّہ
\+
۔ دار } ذمّہ دار
\+
۔ وں } = ذمّہ داروں

اس تیسری صورت کے بعد کوئی لاحقہ جوڑنا ممکن نہیں ہے۔

۷-۲ تعلیقے

آپ نے دیکھا کہ سابقوں اور لاحقوں سے بننے والے لفظوں کے نظام میں ایک لفظ مرکزی ہوتا ہے اور اس سے پہلے (سابقہ) یا بعد میں (لاحقہ) کوئی ٹکڑا یا لفظ جوڑ کر کوئی اور لفظ بنا لیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک ہی لفظ سے نئے نئے معنی یا ایک ہی معنی کے نئے پہلو ظاہر کرنے والے لفظ بنتے چلے جاتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ اس طرح بننے والے ملواں لفظوں کے معنی کبھی بالکل دو اور دو چار کی طرح صاف اور سیدھے ہوتے ہیں اور کبھی ان کے معنی بدل جاتے ہیں۔

اس مثال پر غور کیجیے: کتاب سے کتابوں یا کتابیں بنا۔ (کتاب اسم ہے) ۔ وں جمع کا لاحقہ ہے۔

ان دونوں کو جوڑ کر جو لفظ 'کتابوں' بنا، یہ لفظ ان دونوں کے معنوں سے مِل کر بنے ہیں اور بس۔ نہ معنی میں کوئی کمی بیشی، نہ لفظ کی حالت میں کوئی تبدیلی۔

لیکن دوسرے بہت سے لفظوں میں یہ صورت نہیں ہوتی اور مِل کر بننے والے لفظ کے معنی اپنے ٹکڑوں کے معنی سے آگے بڑھ جاتے ہیں کہیں زیادہ ہو جاتے ہیں اور کہیں مختلف۔ اس تبدیلی میں لفظ کبھی اسم سے صفت اور کبھی صفت سے اسم اور کبھی کوئی دوسری حالت اختیار کر لیتا ہے۔

اس طرح مرکّب لفظ بنانے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر مفہوم یا اس کے کسی ایک مختلف پہلو کو ظاہر کرنے کے لیے ہمیشہ نئے اور جداگانہ الفاظ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ محدود ذخیرۂ الفاظ سے ہم زیادہ کام لے سکتے ہیں۔

اپنا امتحان خود کیجیے II

ا۔ جو الفاظ دیئے گئے ہیں، ان کو دیکھیے اور بتائیے کہ ان میں کون کون کھلے لاحقے کے ہیں اور کون بند۔ کھلے لاحقوں میں لفظ جوڑیئے، یہاں تک کہ وہ بند لاحقوں کی منزل تک پہنچ جائیں۔

ب۔ اوپر کے دو حصوں میں جو ملواں یا مرکّب الفاظ آئے ہیں انہیں لکھیے اور بتائیے کہ (I) کن لفظوں کے معنی ان کے ٹکڑوں ہی تک محدود رہے ہیں اور (II) ان لفظوں کے معنی بدلے ہیں اور ان میں تبدیلی ہوئی ہے یا معنی میں پھیلاؤ پیدا ہوا ہے۔

ج۔ ۲-۱-۳-۲ کی عبارت غور سے پڑھیے: اس میں جو مرکّب الفاظ آئے ہیں ان کی فہرست بنایئے اور سابقوں و لاحقوں کی نشاندہی کیجیے:

۲-۳-۱ لاحقوں کا مزید استعمال

اردو میں استعمال ہونے والے کچھ سابقوں اور لاحقوں کا ذکر پہلے اور دوسرے حصے میں ہوا۔ آپ کو ان کے استعمال سے یہ اندازہ ہوا ہوگا کہ

ان کی یا اسی طرح کے دوسرے تعلیقیوں (سابقوں اور لاحقوں) کی مدد سے ہم کس طرح نئے لفظ بنا سکتے ہیں۔ اس طرح نئے بننے والے مرکب الفاظ ہمارے پیچیدہ اور نازک خیالات کو ظاہر کرنے کا ایک اچھا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اس طرح زبان میں نئے لفظ بنانے یعنی لفظ سازی کا عمل جاری رہتا ہے اور جیسے جیسے ضرورت ہوتی ہے، لفظ کی نئی شکلیں بنتی رہتی ہیں۔ اردو میں بھی اس طرح کے الفاظ کا ایک بڑا سرمایہ اکٹھا ہوگیا ہے۔

اردو الفاظ پر غور کریں تو لفظ بنانے کے دو طریقے عام ہیں۔ ایک تو یہی طریقہ جس کا ذکر اوپر ہوا یعنی تعلیقے (سابقے اور لاحقے) جوڑ کر۔ یہ اردو کا اپنا طریقہ ہے اور زیادہ لفظ سازی اسی طریقے پر ہوتی ہے۔ اردو فعل کا سارا نظام اسی طریقے پر ہے۔ فعل کے سارے زمانے (ماضی، حال، مستقبل) اور سارے صیغے (زمانوں کی ذیلی شکلیں) اسی طریقے پر ہیں مثلاً ایک مادہ فعل ہے 'چل'۔ اس سے دیکھیے کتنی شکلیں بنتی ہیں۔

چلنا۔

چلا ہے، چلا، چلا تھا، چلا گیا، چلا آیا، چلا گیا ہوگا، چلا گیا ہوں گا، چلا گیا تھا، چلا ہوگا، چلا ہوں گا، چل رہا تھا، چل پڑا تھا، چلتا تھا، چلا کرتا تھا، چل دیا تھا۔

اتنی ہی ان کی جمع کی شکلیں اور پھر مونث (واحد + جمع) شکلیں:

چلتا ہے، چل رہا ہے، چلتا رہتا ہے، چل رہا ہوگا۔

اتنی ہی ان کی جمع مذکر کی شکلیں اور پھر مونث (واحد + جمع) شکلیں:

چلے گا، چلوں گا، چلتا ہے، چل رہا ہے، چلتا رہتا ہے، چل رہا ہوگا۔

اتنی ہی ان کی جمع مذکر کی شکلیں اور پھر مونث (واحد + جمع) شکلیں: چلے گا، چلوں گا۔

اسی طرح ان کی جمع اور مونث (واحد + جمع) شکلیں:

چل کر

چلے، چلیں، چلو، چلوں۔

چلانا۔

اور پھر چلانا سے بھی کم و بیش اتنی ہی صورتیں جتنی اوپر بیان ہوئیں۔

اوپر کی شکلوں میں آپ نے دیکھا کہ 'چل' بنیادی لفظ ہے ۔ اسی میں لاحقے جوڑ کر مختلف زمانے اور صیغے بنا لیے گئے ہیں کسی بھی فعل سے اسی طرح زمانے اور صیغے بنائے جاسکتے ہیں ۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ لاحقے کسی بھی مادۂ فعل کے ساتھ جوڑے جاسکتے ہیں ۔ دونوں بیانوں کا نتیجہ ایک ہی ہے اور ہم مرکزی لفظ 'چل' میں ایک یا دوسرا لاحقہ جوڑ کر لفظ کی مختلف شکلیں بناتے ہیں ۔

لفظوں میں تبدیلیاں

اسی مادۂ 'چل' سے اسم بنتا ہے 'چال' ۔ اس میں سابقہ یا لاحقہ نہ جوڑ کر لفظ میں دوسری طرح کی تبدیلی کی گئی ہے اور اس کے لفظ کا ایک نیا پہلو پیدا ہوگیا ہے ۔ اردو میں استعمال ہونے والے عربی، فارسی کے بہت سے لفظوں میں اسی طرح تبدیلیاں ہوتی ہیں اور نئے لفظ بن جاتے ہیں ۔ آپ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اب تعلیم ہی کے آس پاس کے لفظوں کو دیکھیے : تعلیم، عالم، علم، علما، علوم، پانچ لفظ ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ ان میں 'علم' کا لفظ مرکزی میں ہے ۔ اسی سے دوسرے لفظ بنے ہیں ۔ لفظ کی نئی صورت کے معنی کی تبدیلی دیکھیے :

علم :

علوم : علم کی جمع

تعلیم : علم پہچانا یا حاصل کرنا (اس میں فعلیت شامل ہوگئی یعنی یہ کام ہوگیا جسے کیا جاتا ہے ۔)

عالم : علم رکھنے والا (فاعلیت کے معنی پیدا ہوئے یعنی وہ آدمی جو علم حاصل کر چکا ہو)

علما : عالم کی جمع

'علم' ہی سے بننے والے مندرجہ ذیل الفاظ بھی اردو میں عام استعمال ہوتے ہیں ۔

معلّم : تعلیم دینے والا، پڑھانے والا ۔

متعلّم : تعلیم حاصل کرنے والا، پڑھنے والا ۔

کچھ اور شکلیں لاحقوں / سابقوں کی مدد سے بنائی جاتی ہیں:

معلّمین : معلّم کی جمع ہے۔

متعلّمین : متعلّم کی جمع ہے۔

عالِم، معلّم اور متعلّم تینوں کی اُردو جمع - وں لگا کر بھی بنائی جا سکتی ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ سابقوں اور لاحقوں کے جوڑے بغیر کچھ اور تبدیلیاں لفظوں میں ہوتی ہیں اور نئے لفظ بن جاتے ہیں۔ بعض اور لفظوں کی بھی مختلف صورتیں اردو میں استعمال ہوتی ہیں مثلاً :

حکومت : حاکم، حکام، محکوم، حاکمیت، محکومیت، حکم۔

نظام : نظم، انتظام، منتظم، منظم، ناظم۔

خلاف : مخالف، مخالفت، اختلاف، مختلف۔

احترام : محترم، حرمت، حرم

جذبہ : جذب، مجذوب، جذباتیت، جذباتی۔

مشق III

۱۔ لفظوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کے عام طریقے کیا ہیں؟

۲۔ خالی جگہیں بھریئے۔

___	قومی
ادب	___
ایماندار	___
تعلیم	___
علم	___
___	بارانی
___	مرکزی
___	باریکی
___	بے طاقتی

۲-۸ لفظ جاندار ہوتے ہیں

لفظوں کے اس کھیل سے شاید آپ اب تک کافی تھک گئے ہوں گے۔ شاید آپ سمجھ رہے ہوں کہ لفظ بھی شطرنج کے مہروں کی طرح ہیں اِدھر سے اُدھر رکھتے جائیے اور یہ اپنا کام کرتے جائیں گے یا شاید کسی مشین کے پرزے ہیں کہ بٹن دبایا اور مشین چلنے لگی۔ مگر ذرا ٹھہریئے، آپ نے غور کیا ہے کہ لفظوں میں بھی جان ہوتی ہے اور ایسی جان ہوتی ہے کہ جب چاہیں لوگوں کو گلے ملا دیں، جب چاہیں انہیں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے پر مجبور کر دیں اور لوگوں ہی کو کیوں قوموں کو گلے بھی ملا سکتے ہیں اور لڑوا بھی سکتے ہیں۔

کسی عالِم سے پوچھا گیا کہ انسان کے جسم میں سب سے اچھا کون سا حصّہ ہے؟ اس نے جواب دیا "زبان، کہ جب چلتی ہے تو منھ سے پھول جھڑتے ہیں"۔ پھر سوال کرنے والے نے اسی دانشمند سے پوچھا کہ سب سے خراب حِصّہ کون سا ہے؟ اس نے پھر وہی جواب دیا "زبان، کہ جب چلتی ہے تو اس کے زخم تلوار سے بھی زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔" اور زبان یہ سب کام لفظوں ہی کے ذریعے کرتی ہے۔

یہ تو لفظوں کے زندہ اور طاقتور ہونے کا فقط ایک ہی ثبوت تھا۔ اب دوسرا ثبوت دیکھیے۔ جیسے انسانوں اور جانوروں میں نر اور مادہ ہوتے ہیں اسی طرح کم سے کم اُردو کی حد تک تو لفظوں میں بھی نر اور مادہ ہوتے ہیں۔ انگریزی میں تو کچھ لفظ نر ہوتے ہیں کچھ مادہ اور کچھ بے جان، مگر اُردو میں سبھی لفظ یا تو نر ہوتے ہیں یا مادہ۔ اور اسی اعتبار سے ان کے لیے نر یا مادہ فعل استعمال کیے جاتے ہیں۔

الفاظ ہمارے خیالات کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ ہمارے خیال کی ایسی علامتیں ہیں جنھیں ہم نے خود مقرّر کر لیا ہے۔ 'میز' کو 'میز' یا 'گھر' کو 'گھر' کہنا، نہ کسی قانون کی وجہ سے تھا اور نہ کسی دلیل کی وجہ سے بس ان چیزوں کو ہم نے مَن مانے نام دے دیے اور یہ لفظ ان کی علامت بن گئے۔ ان علامتوں کو استعمال کرنے والے سب لوگوں کے ذہن میں

اب ان سے ایک ہی خیال پیدا ہوتا ہے۔ خیال خود ایک بجلی کی زندہ رو کی طرح ہے اس لیے خود اس کو حرکت میں لانے والی چیز یعنی لفظ کو ہم بے جان نہیں کہہ سکتے۔

۲-۹ لفظ اور جنس۔ مذکر اور مونث

ہم اردو والوں نے لفظوں کو ایک اور طرح بھی زندگی بخش دی ہے۔ یہ ہم جانتے ہیں کہ تمام جاندار اشیا میں جنس ضرور ہوتی ہے یعنی وہ مذکر (نر) ہوں گی یا مونث (مادہ)۔ مذکر یا مونث ہونا ان کی زندگی کی دلیل ہے۔ اردو اپنے تمام اسما کے ساتھ جنس وابستہ کرتی ہے۔ بے جان چیزوں کے لیے استعمال ہونے والے لفظ بھی مذکر و مونث میں تقسیم ہوتے ہیں اور اس طرح زندگی کو آئینہ دکھاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہر لفظ جیتے جاگتے انسانوں ہی کی طرح یا تو الگ تھلگ اور تنہا ہوتا ہے یا پھر دو یا دو سے زیادہ چیزوں یا لوگوں کو ظاہر کرتا ہے۔

گویا اسم کے طور پر استعمال ہونے والا کوئی بھی لفظ کسی چیز کا صرف نام نہیں بتاتا۔ بلکہ اس کی جنس بھی اس میں شامل ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ اس کی تعداد کا تصور بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔ یہ کہ یہ ایک چیز (واحد) کے لیے ہے یا ایک سے زیادہ (جمع) کے لیے۔

۲-۱۰ واحد، جمع

اب ذرا ۲-۳ کی عبارت پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ بہت سے لفظ ایسے ہیں جو آدمی ہیں نہ جانور مگر انھیں نر اور مادہ قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً اکائی کو پچھلی کہا گیا ہے پچھلا نہیں کہا گیا (یعنی اکائی مونث ہے مذکر نہیں) اسی طرح زندگی، کام، تعلیم، ضرورت، زبان، خیال، آئینہ، شکل، مطلب فرض، درجنوں لفظ ایسے ہیں جنھیں یا تو مونث قرار دیا جاتا ہے یا مذکر یا پھر ان کی تعداد پر غور کیجیے اکائی واحد ہوئی۔ اور طریقے جمع ہو گئے۔ لفظ واحد یعنی ایک ہوا اور لفظوں یا الفاظ جمع ہو گئے (حالانکہ اردو میں لفظ واحد اور جمع دونوں طریقے پر بھی استعمال ہوتا ہے) مثال واحد ہوئی مثالیں

جمع ہوگئیں۔

اس لیے اب جو لفظوں پر نظر ڈالیں یا انہیں بولیں اور لکھیں تو انہیں اپنی طرح جان دار ہی سمجھیں ان سے پوچھ گچھ کریں کہ وہ واحد ہیں یا جمع، مذکر ہیں یا مونث، کیونکہ ان کے واحد یا جمع ہونے یا مذکر یا مونث ہونے سے آپ کے جملے پر اثر پڑے گا اور آپ جو کچھ بولیں گے یا لکھیں گے اسی کے مطابق ہوگا۔

مشق IV

۱۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

واحد	جمع
طریقہ	___
___	الفاظ
___	ٹکڑے
راستہ	___
آئینہ	___

۲۔ لکھیے کہ نیچے لکھے ہوئے لفظوں میں کون مونث ہے اور کون مذکر؟

الف۔ آئینہ (مذکر/مونث) ب۔ ضرورت (مذکر/مونث)

ج۔ سردی (مذکر/مونث) د۔ رواج (مذکر/مونث)

ہ۔ زبان (مذکر/مونث) و۔ رائے (مذکر/مونث)

۲-۱۱ جملے میں لفظوں کے رشتے

اب جب لفظ جان دار ٹھہرے اور نر اور مادہ بھی ہو گئے اور ایک یا ایک سے زیادہ بھی مان لیے گئے تو ان کے باہمی رشتے بھی ہوں گے اور ہر لفظ کے دوست اور دشمن بھی ہوں گے۔ مثال کے طور پر واحد ہوگا تو اپنے ساتھ واحد فعل بھی لائے گا کہ اس کی اسی سے نبھے گی مثلاً:

لڑکا ← اسکول ← جارہا ہے

× جارہے ہیں

× جارہی ہے

× جارہی ہیں

'لڑکا' واحد ہے تو فعل بھی واحد ہوگا "جارہا ہے" ہی لکھنا ہوگا۔ "جارہے ہیں" نہیں لکھ سکتے، لڑکا مذکر ہے تو فعل بھی مذکر ہی لکھنا ہوگا "جارہا ہے" ہی لکھنا ہوگا "جارہی ہے" نہیں لکھ سکتے۔

پھر مسئلہ صرف لفظوں کی ترتیب کا نہیں، بلکہ اور طرح بھی ان کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق رہتا ہے۔ ۳-۲ کی عبارت کے اس جملے کو لیجیے: "دراصل جس طرح اپنا خیال رکھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی دن رات آئینے کے سامنے بیٹھا اپنی شکل تکتا رہے اسی طرح اپنی زبان یا اپنی مادری زبان سے محبّت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسری زبانوں سے نفرت کرنے لگے"۔ اس عبارت میں 'اپنا' کے بجائے 'اپنی' "کا" کے بجائے "کی" اور "تکتا رہے" کے بجائے "تکتی رہی" کیوں نہیں ہو سکتا؟ وجہ ظاہر ہے 'اپنا' کا تعلق 'خیال' سے ہے جو مذکر ہے، اس لیے 'اپنا' کا مذکر ہونا لازم ہے۔ "کا" کا تعلق "مطلب" سے ہے جو مذکر ہے۔ اس لیے "کا" کی مونث شکل نہیں آسکتی۔ "تکتا رہے" کا تعلق 'آدمی' سے ہے جو مذکر ہے اس لیے اس کو بھی مذکر ہونا چاہیے۔ جملے کے لفظوں کی ظاہری ترتیب کے علاوہ یہ لفظوں کا آپس کا تعلق ہے جو ایک دوسرے پر اثر ڈالتا ہے اور ہر لفظ دوسروں سے بندھا رہتا ہے۔ اس میں جنس، تعداد کے علاوہ زمانہ، فعل کے صیغے وغیرہ کی بہت سی شرطیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ صحیح جملہ لکھنے کے لیے ان تمام باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

یاد رکھیے صحیح جملے کے لیے جملے میں لفظوں کی صحیح ترتیب اور ان کا ایک دوسرے سے صحیح رشتہ قائم ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۲ - ۱۲ خلاصۂ بحث

اس پوری اکائی پر ایک بار پھر نظر ڈالیے:

اس میں آپ نے اردو زبان کی ایک اور ضروری پہچان سیکھی ہے اور وہ ہے پرانے لفظوں سے سابقوں اور لاحقوں کے ذریعے نئے لفظ بنانے کا طریقہ۔ یہ طریقہ بھی کئی طرز سے برتا جاتا ہے۔ اسمی اور صفتی سابقے

اور لاحقے ہوتے ہیں، کھُلے اور بند بھی ہوتے ہیں۔

آپ نے یہ بھی سیکھا کہ اُردو زبان نے نئے لفظ ڈھالنے کے لیے جو سابقے اور لاحقے کے طریقے اختیار کیے ہیں وہ کچھ سنسکرت سے لیے ہیں۔ مثلاً 'س' یا 'ک'، کے سابقے سے نئے لفظ بنانا جیسے: سپوت، کپوت وغیرہ یا "الف" کے سابقے سے اٹل اور کچھ عربی اور فارسی سے لیے ہیں۔ جیسے: بے یا بد کے سابقے سے بے زبان یا بدلو بنانا۔

آپ نے یہ بھی سیکھا کہ بعض سابقے اور لاحقے کے الگ بھی معنی ہوتے ہیں اور بعض کے اصل لفظ سے الگ کوئی معنی نہیں ہوتے جیسے خوشبو میں 'خوش'، کے الگ معنی بھی ہیں، مگر بے معنی میں 'بے'، کے الگ معنی نہیں ہیں۔

اسی طرح آپ نے کھُلے اور بند لاحقوں کی پہچان کی۔

آپ نے یہ بھی سیکھا کہ جان داروں کی طرح لفظوں کی جنس بھی ہوتی ہے اور تعداد بھی، وہ مذکر اور مونث بھی ہوتے ہیں اور واحد اور جمع بھی، اور اردو میں بولنے اور لکھنے کا دارو مدار لفظوں کے جنس اور تعداد کے اعتبار سے فعل اور صفت وغیرہ استعمال کرنے پر ہے۔

اُردو کے جملوں کا صحیح ہونا لفظوں کے انہی باہمی رشتوں پر ہے۔

آپ نے سیکھا کہ اردو قواعد اور لفظ سازی کے طریقوں کے اعتبار سے بھی سنسکرت کے ساتھ ساتھ عربی، فارسی اور ترکی الفاظ سے بھی فائدہ اٹھاتی ہے اور یہ اس کی ایک خاص پہچان ہے۔

جوابات

(۱) بے ایمان، (۲) بے حس، (۳) بے وفا، (۴) بے ادب، (۵) بے سبب۔

اشارہ: "نا" صفت کے ساتھ جوڑا گیا اور صفت ہی باقی رہا۔ مگر پہلے جو صفت موجود تھی وہ "نا" کے اضافے سے معدوم ہوگئی اور اس کی اُلٹی صفت پیدا ہوگئی۔

اشارہ: کنارہ کش (کھُلا اختتام) + ی = کنارہ کشی (بند اختتام)

۲-۳۲- اشارہ: چلا سے چلی، چلے، چلیں

مشق ۱

۱- اظہار کی نئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے۔ ۲- سابقہ یا لاحقہ لگا کر
۳- جی ہاں ۴- مکمّل وہ جو اپنے طور پر پورے معنی رکھتا ہو۔ نا مکمّل وہ جو کسی دوسرے لفظ سے مل کر معنی دیتا ہو۔
۵- کسی مرکزی لفظ سے پہلے لگایا جانے والا اضافی لفظ
۶- بے بس، بے کار، بے معنی، بے قاعدہ، بے مثال

مشق ۲

۱- (الف) پیش کار، پیشی، خودداری، خود غرضی، خوش باش، خوش آواز، سرفراز، سرفروش، سربراہ، یک رنگ، یک جائی، یک جہتی۔

(ب) با

بر- برباد- بربادی-
ت- تماہی- تکونا
ک- کپوت- سکھی
س- سگندھ- سپوت
ہم- ہم خیال، ہم جماعت
ان- ان دیکھی- ان کہی

۲- خوش، بد، خود، سر، یک
۳- ب- ک- س- ا- بر

اپنا امتحان خود لیجیے:

۱- (الف) ۲- ی- وارانہ، ی، ی، ی، ی، ی، ی، ی، ی
۳- کش، دہ، وار، دار، بر- ۴- جس میں اصل لفظ اسم ہو اور لاحقہ لگانے کے بعد بھی اسم رہے- ۵- سرکاری، مُلکی، قومی

مشق ۳: سابقے اور لاحقے لگا کر ب- قوم، ادبی، ایمانداری، تعلیمی، علمی، باراں، مرکز، باریک، بے طاقت

مشق ۴: ۱- طریقے، لفظ، ٹکڑا، راستے، آئینے- ۲- (الف) اور (د) مذکر ہیں باقی سب مؤنث ہیں۔

جوابات: